سورہ روم — بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ○ — ایت نمبر(۳۱-۳۲)

وَلَا تَکُونُوا مِنَ الْمُشرِکِینَ ○ مِنَ الَّذِینَ فَرَّقُوا دِینَھُم وَکَانُوا شِیَعًا کُلُّ حِزبٍ بِمَالَدَیھِم فَرِحُونَ ○

ترجمہ: اور نہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنھوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعة المبارک

﴿۱۰ جمادی الاوّل ۱۴۳۲ھ بمطابق 15 اپریل 2011﴾

عنوان

ہمیں کیا ہو گیا ہے

زیر اہتمام: شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد محمدی نئی آبادی اٹاری سروبہ لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمدللہ ہمارا کسی فرقہ کسی مسلک کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت لسانیت فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کیلئے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہٰذا ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نور قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری اپنی کوتاہی ہے اس ادنیٰ سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کیلئے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کیلئے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بتعاون: محترم جاوید اختر جوہری صاحب صدر جوہری ٹرسٹ

اب آپ خطبہ جمعة المبارک انٹرنیٹ پر بھی دیکھ سکتے ہیں:

www.Johritrust.or

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَحدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن لَّا نَبِیَّ بَعدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحَابِہِ الَّذِینَ اَوفُو عَہدَہٗ

اَمَّا بَعدُ۔

فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ O

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ O

مِنَ الَّذِینَ فَرَّقُو دِینَھُم وَ کَانُو اشِیَعًا ؕ کُلُّ حِزبٍ مۢ بِمَا لَدَیھِم فَرِحُونَ

ہمارے اس عنوان پر سامعین حیران ہوں گے لیکن ایک حقیقت اس عنوان میں چھپی ہوئی ہے جس کو ہم آشکارہ کر کے آپ کے جذبات کو بیدار کرنا چاہتے ہیں۔

آیئے: سب سے پہلے انسان کی زندگی کے متعلق قرآنی حقائق سنیں قرآن کیا کہتا ہے۔ صحیح راہ یہ ہے کہ سفر زندگی میں انسان کا ہر قدم ،ضابطہ خداوندی کے مطابق اٹھے نہ یہ کہ تنہائی عقل (یا جذبات) کے اتباع میں، ناقۂ بے زمام کی طرح، جدھر منہ اٹھا چل دیئے۔ لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اپنے معاشرتی نظام کو ضابطۂ خداوندی پر متشکل کر لیں. یہی بلندیوں کی راہ ہے۔

وَلَو شِئنَا لَرَفَعنٰہُ بِھَا

(ہمارا قانون مشیت یہ ہے کہ قرآن کے مطابق چلنے سے بلندیاں حاصل ہوتی ہیں)

وَلٰکِنَّہٗ اَخلَدَ اِلَی لاَرضِ وَتَّبَعَ ھَوٰہُ

(۷.۱۷۶) لیکن اپنے جذبات کا اتباع کرنے والا پستیوں کی طرف جانا چاہتا ہے. اس کا کیا علاج؟ لیکن یہ بلندیاں نظام ربوبیت کے بغیر ناممکن ہیں. دیکھو قرآن کس قدر واضح الفاظ میں اس حقیقت کی صراحت کرتا ہے. وہ کہتا ہے۔۔

:اِنَّ سَعیَکُم لَشَتّٰیo

انسانی کوششوں کے رخ مختلف ہوتے ہیں لیکن دیکھو کونسا رخ کس منزل کی طرف لے جاتا ہے۔

فَاَمَّا مَن اَعطٰی وَاتَّقٰیo

جو دیتا ہے اور خدا کے قانون ربوبیت کی نگہداشت کرتا ہے۔

وَصَدَّقَ بِالحُسنٰیo

اور اسی طرح معاشرہ میں صحیح توازن و تناسب قائم رکھنے کے دعوے کو سچ کر دکھاتا ہے۔

فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلیُسرٰیo تو اس کے لیے کشادگی کی راہیں آسان ہو جاتی ہیں

وَاَمَّا مَن مۢ بَخِلَ وَستَغنٰیo

لیکن جو مال کو روک رکھتا ہے اور اپنے آپ کو خد مکتفی سمجھ کر اجتماعی نظام سے مستغنی ہو بیٹھتا ہے۔

وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى o اور اس طرح معاشرہ کے توازن کی عملی تکذیب کرتا ہے۔
فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى o تو اس کے لیے عسرت کی راہیں کھل جاتی ہیں۔
وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدّٰى o (۵۔۱۰/۹۲) اور جب معاشرہ کا توازن بگڑنے سے تباہی آتی ہے تو اس کا انفرادی مال ومتاع اسے اس تباہی سے بچا نہیں سکتا.

جب خودغرضی انسانی فطرت کا تقاضا ہے تو پھر کوئی ایسا اقدام جو اس خودغرضی کی جگہ کلی مفاد کی طرف لے جائے خلاف فطرت ہوگا جہاں تک فطرت کا سوال ہے امید ہے کہ گزشتہ تشریحات سے بات واضح ہوگئی ہوگی. اب لو اس تقاضا کو میں بھی لکھ چکا ہوں کہ انسان حیوان ہی کی ایک ارتقاپزیر شکل ہے۔

اس لیے انسان اور حیوان میں چند اقدار مشترک ہیں اگر ان اقدار مشترکہ کو کم ازکم درجے تک لے جائیں تو نظر آئے گا کہ تحفظ خویش اور افزائش نسل دو نمایا خصوصیات ہیں جو حیوانات اور انسان دونوں میں موجود ہیں۔ جہاں تک تحفظ خویش کا تعلق ہے میں اپنے کسی سابقہ خط میں بتا چکا ہوں کہ حیوان اپنی وقتی ضروریات کے پورا ہو جانے کے بعد مطمئن ہو جاتا ہے لیکن انسان وقتی ضروریات کے بعد بھی بہت کچھ سمیٹنے کی کوشش کرتا ہے۔

اسی طرح افزائش نسل کے جذبے کو لیجیے. حیوانات میں جنسی اختلاط محض افزائش نسل کی خاطر ہوتا ہے اور اس کے لیے خدا کے تخلیقی قانون نے ان پر ایسی پابندی عائد کر رکھی ہے جس سے سرکشی ممکن نہیں حیوانات کے جوڑے ہر وقت ساتھ ساتھ پھرتے رہتے ہیں. لیکن جنسی قوتوں کی موجودگی کے باوصف انہیں جنسی اختلاط کا خیال ہر وقت دامنگیر نہیں رہتا. یہ جذبہ اسی وقت رُوبہ عمل آتا ہے جب افزائش نسل کے لیے اس کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس کے برعکس انسان کی کیفیت یہ ہے کہ وہ اپنے اختیار وارادہ سے جس وقت جی چاہے جنسی اختلاط میں مشغول ہو سکتا ہے کہ (تحفظ خویش اور افزائش نسل کے) ان دونوں بنیادی تقاضوں میں حیوان اور انسان میں کس قدر فرق ہے انسان اس باب میں کسی اندرونی قائدے کی رو سے مجبور نہیں بلکہ اسے اختیار حاصل ہے کہ ان تقاضوں کو جس طرح جی چاہے پورا کرے۔

لیکن انسانی تمدّنی زندگی social life بسر کرتا ہے. جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی ایک فرد کا عمل دوسرے افراد کو بھی متاثر کرتا ہے اس لیے انسانی اختیار و ارادہ کو بلا حدود وقیود نہیں چھوڑا جا سکتا ہے اس کے اختیار کو صحیح سواحل channels میں مقید رکھنے کے لیے وحی کی رو سے تحدید کی گئی ہے اگر افزائش نسل کی قوتوں پر تحدید عائد نہ کی جائے تو انسانی معاشرہ میں جنسی فوضویت sexualanarchy پیدا ہو جاتی ہے اور اگر تحفظ خویش کے جذبے کو بے زمام چھوڑ دیا جائے تو اس سے معاشی فساد (ناہمواریاں) نمودار ہو جاتی ہیں۔ تحفظ خویش کے جذبے کو بے لگام چھوڑ دینے کا نام خودغرضی ہے ہدایت خداوندی کی رو سے عائد کردہ تحدیدات افزائش نسل اور تحفظ خویش کے تقاضوں کی تسکین کا انتظام بطریق احسن کر دیتی ہیں اور اس کے ساتھ ہی انسانی کو ان ناہمواریوں سے بچالیتی ہیں جو ان جذبات کو

بلاتحدید چھوڑ دینے سے لازمی طور پر پیدا ہو جاتی ہیں۔

انسانی زندگی کا ایک حصہ خارجی کائنات سے بھی متعلق ہے یعنی اس کی طبعی زندگی یا اس کا نظام بدن انہی قوانین کے مطابق چلتا ہے جو حیوانات کی طبعی زندگی میں کارفرما ہیں اس کے علاوہ یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان کائنات ہی کی فضاؤں میں سکونت پزیر ہے اس لیے کائناتی حوادث بھی اس کی زندگی کے نظام طبعی پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔

مثلاً کسی جگہ زلزلہ آجاتا ہے تو ہزاروں انسان دب کر مر جاتے ہیں سیلاب آجاتا ہے تو بستیوں کی بستیاں خس وخاشاک کی طرح بہہ جاتی ہیں انسان کائنات کی ان خارجی قوتوں کو مسخر کرسکتا ہے لیکن جو قوتیں ہنوز اس کے دام تسخیر سے باہر ہیں، وہ ضرور اس پر غلبہ پالیتی ہیں جس چیز کا نام تم نے اتفاق رکھا ہے اس کا ایک حصہ ان ہی قوتوں کے متعلق ہے یہ اتفاق محض اس وقت تک اتفاق csance رہتا ہے جب تک کائنات کی ان قوتوں کے اسباب وعلل انسانی نگاہوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔

جب یہ اسباب وعلل انسان کی سمجھ میں ہیں تو یہ قوّتیں مسخر ہو جاتی ہیں اور تسخیر شدہ قوتیں قائدے اور قانون کے مطابق کارفرما رہتی ہیں ان میں اتفاق کا طلسم ختم ہو جاتا ہے۔

قرآنی حقیقت کے بعد ہم آج کے معاشرہ کی طرف آتے ہیں کہ خود غرضی مطلب پرستی مفاد پرستی حقیقت کا روپ دھار چلی ہے ہمیں اپنے اردگرد کچھ نظر نہیں آتا کیا ہو رہا ہے اگر کوئی بھوک سے ہے تو پرواہ نہیں اگر کوئی تڑپ رہا ہے تو تڑپے کوئی مر رہا ہے تو مرے جی ہاں ایسا ہی ہے چند واقعات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں جن سے انسانی خود غرضی واضح نظر آئے گی۔

آج سے سال قبل کی بات ہے ایک عورت اپنے تین بچوں سمیت خودکشی کرنے کے لیے ریلوے ٹریک کی طرف بڑھ رہی تھی کہ اچانک ایک حمدرد مخلص انسان نے اسے روک لیا اور اس خودکشی کی وجہ بھوک تھی۔

الحمدللہ جوہری ٹرسٹ نے اس عورت اور بچوں کی کفالت شروع کردی اور اس طرح کی بیوہ عورتوں کو ہر مہینے کا راشن جوہری ٹرسٹ سے دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو غریب عوام کی دل سے خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

دُعائیں

اے رب العرش العظیم ہماری آنکھوں کی روشنی کو قرآنی الفاظ سے تیز فرمادے

اے رب العرش العظیم ہمارے کانوں میں اپنے دین کی مٹھاس بھر دے

اے رب العرش العظیم ہماری زبانوں کو اپنے نور کی مٹھاس سے بھردے

اے رب العرش العظیم ہمارے دلوں کو اپنے نور سے منور فرما دے

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن صور پھونک دیا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائینگے

اے رب العرش العظیم اس دن کی رسوائی سے بچا جس دن ساری انسانیت آپکی عدالت میں جمع ہوگی

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن حساب کتاب کے بعد اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیاجائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن چہرے سیاکردیے جائینگے

اے رب العرش العظیم ہماری مدد فرما

اے رب العرش العظیم ہمیں سیدھا راستہ دکھا

فا نصر علی القوم الکافرین

فانصر علی القوم الظالمین

فا نصر علی القوم المشر کین:

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسدان بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جارہی ہے آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تا کہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ علمی میراث واپس مل جائے اور عظمتِ رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہؓ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے امین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ: